شاہ بلیغ الدین

آخری حکمران صحابیؓ

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ — تمام امتوں میں تم سب سے بہتر ہو!
(صحابہ کرامؓ پہلے مصداق ہیں۔)

خادم کو بلا کر حکم دیا کہ — حضرت ابوحازم کے پاس جاؤ، ان سے میرا سلام کہنا اور عرض کرنا کہ اپنے کھانے میں سے کچھ مجھے بھیج دیں! تھوڑی دیر میں خادم واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں مٹی کی ایک سکوری تھی اور اس میں کچھ دلیہ پڑا ہوا تھا۔ خادم نے پیام دیا کہ — حضرت فرماتے ہیں یہی میرا آج رات کا کھانا ہے! یہ دلیہ دسترخوان پر رکھ دیا گیا وہاں تو مرغ و ماہی کے ساتھ ساتھ بیسیوں نعمتیں چُنی ہوئی تھیں، میٹھے بھی سلونے بھی کئی پکوان تھے۔ آخر کو یہ حکمرانِ وقت کا دسترخوان تھا۔ کھانے کے لئے امیر جب دسترخوان پر بیٹھا تو سامنے ہی ابوحازم کا بھیجا ہوا دلیہ رکھا تھا۔ اس نے ایک نظر اپنے دسترخوان کے کھانوں پر دوڑائی اور پھر ابوحازم کے دلیئے کو دیکھا۔ بے اختیار اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ دسترخوان سے بھوکا اٹھ گیا اپنی خلوت گاہ میں جا کر سجدے میں گر پڑا۔ زبان سے کچھ نہ نکلتا تھا۔ دل میں خیالات کا ایک طوفان تھا کہ موج زن تھا۔ چاندی سونا، ہیرے، جواہرات، فوج و سپاہ، حکومت و اقتدار کسی چیز کی کمی نہ تھی یہ حکم ہے کہ — اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ — تیرے رب نے جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان کا ذکر کرتا رہ۔ چنانچہ شکرِ نعمت میں وہ نفلیں پڑھتا رہا اور اس رات بغیر کچھ کھائے پیئے روزہ رکھ لیا۔ روزہ افطار کیا ہی تو کچھ نہ کھایا پانی کے چند گھونٹوں کے بعد پھر روزہ رکھ لیا۔ دوسرا دن بھی اسی طرح روزے میں گذرا۔ تیسرا روزہ رکھا اور افطار کا وقت آیا تو شکرِ نعمت ادا کر کے سو سے سے افطار کیا اور سادہ غذا کھائی۔ اس کے بعد اس صاحبِ کردار اور سربراہ کے گھر دوسرا بیٹا تولد ہوا۔ اس نے عبدالعزیز نام رکھا۔ انہی عبدالعزیز کے بیٹے وہ عمرؒ ہیں جنہیں امام شافعیؒ اور امام سفیان ثوریؒ خلفائے راشدین میں شمار کرتے ہیں۔

ابوحازم سلمہ بن دینار مخزومی شیخ المدینہ کہلاتے تھے۔ امام ذہبیؒ نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے کہ ان کے زمانے میں ان جیسا کوئی عالم نہیں تھا۔ جس ابوحازم سے — کھانا منگوایا تھا ان کے بارے میں امام بخاریؒ

اپنی تاریخ صغیر میں لکھتے ہیں کہ وہ ہجرت سے اٹھارہ سال پہلے پیدا ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر انتیس برس کی تھی۔ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں ان کی بیان کی ہوئی حدیثیں دی ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ وہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔ یہی امام ابن تیمیہ، ابن کثیر اور صاحب تاریخ الخمیس نے بھی لکھا ہے۔ وہ چار بار امیر حج رہے کئی بار مدینۃ النبی کے گورنر بنے۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ وہ بندۂ حق اپنے دورِ گورنری میں صحابۂ کرام سے مشورہ لیتا اور جس پر وہ اتفاق کرتے اسی پر عمل کرتا۔ مدینے میں اس نے ناپ تول کے پیمانوں کی اصلاح کی اور درست پیمانے رائج کئے امیر المؤمنین سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کے دورِ خلافت میں اسلامی مملکت کے چیف سیکرٹری رہے۔ اپنے دور کے بڑے صاحبانِ علم و عمل اور فقہا میں ان کا شمار تھا۔ اللہ نے ایک سے ایک لائق بیٹا دیا۔ بڑے بیٹے عبدالملک کے علم کا یہ عالم تھا کہ شیخ الصحابہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک موقع پر فرمایا کہ ـــــ میرے بعد مسائل پوچھنے ہوں تو عبدالملک سے رجوع کرو! یہ اللہ کا بندہ جس کا ذکر ہو رہا ہے سیدنا معاویہ ثانی کی وفات کے بعد متفقہ طور پر مسلمانوں کا امیر منتخب ہوا، اور ۶۴ھ و ۶۵ھ میں ایک سال تک منصبِ خلافت پر فائز رہا۔ امام ابو بکر ابن العربی نے العواصم من القواصم میں لکھا ہے کہ ـــــ وہ امت کی عظیم شخصیتوں میں سے ایک ہے! ثقہ صحابہ نے ان سے روایت کی ہے حضرت زین العابدینؒ ابن حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے ان کی ایک روایت صحیح بخاری میں موجود ہے۔ مؤطا امام مالکؒ سنن نسائی اور مصنف عبدالرزاق میں بھی ان کی روایتیں ملتی ہیں۔ صحابہ اور تابعین نے ان سے روایت کی ہے تابعین میں حضرت سعید بن مسیبؒ جیسی شخصیت بھی شامل ہے۔ یہ بندۂ خدا اپنے دور کا بڑا ماہرِ نظم و نسق اور غیر معمولی مدبر تھا۔ اس نے سبائی تحریک کی کمر توڑ دی تھی۔ اس کا بدلہ سبائیوں نے یہ لیا کہ اس کے خلاف خوب کیچڑ اچھالی حتیٰ کہ اپنی بے پناہ پروپیگنڈہ مشنری سے کام لے کر اس کی شخصیت کو مسخ کر دیا۔ ہم نے اپنی سادہ لوحی میں اس بات کا خیال بھی نہ کیا کہ صحابۂ کرام کی توہین کرنے والے کیا کیا کھیل کھیلتے ہیں! بہرحال جب اس صحابیٔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت پر اجماع ہو چکا اور لوگ انہیں اطلاع دینے کے لئے ان کے خیمے میں پہنچے تو شمع روشن تھی اور وہ کلام پاک کی تلاوت میں مشغول تھے۔ یہ قاری کلام اللہ حضرت مروان بن حکم رضی اللہ عنہ تھے۔ انہی کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ وہ آخری صحابی ہیں جو مسلمانوں کے حکمراں رہے۔

ابو عروہ زبیری کہتے ہیں کہ ایک روز بہت سے طالب علم امام مالک کے آگے زانوئے ادب تہ کیے بیٹھے تھے کہ لوگوں نے ایک شخص کا ذکر کیا جو صحابۂ کرام کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔ امام مالک نے قرآنِ حکیم کی

یہ آیت تلاوت فرمائی :۔

محمد رسول اللہ والذین معہ اشدآء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا ۔ سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ذلک مثلھم فی التورٰیۃ ومثلھم فی الانجیل کزرع اخرج شطئہ فازرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار (فتح ع۴ آیت ۲۹)

محمد اللہ کے رسول ہیں آپ کے صحابہ مسلمانوں کے لئے ابریشم کی طرح نرم اور کفار کے لئے فولاد ہیں تم دیکھو گے کہ وہ نماز پڑھتے رہتے ہیں ، اللہ کے فضل اور رضا تلاش میں رہتے ہیں ۔ جبھی تو اس کا نور ان کے چہرہ پر چمکتا ہے ۔ تورات ، انجیل میں ان کے یہی اوصاف لکھے ہیں جیسے کھیتی میں اکھوا پھوٹتا ہے اور بڑھ کر اس روپ پر آتا ہے جو بیج بونے والے کو بھلا لگے تاکہ ان کی شان منود دیکھ کر کافروں کے دل جل کر خاکستر ہوں !

امام مالک نے فرمایا جس کے دل میں صحابہ سے جلن ہو وہ اس آیت کی زد میں ہے ۔ صحابہ کرام سے جلنا کفر کی علامت ہے ۔

امام مالکؒ کی بات یہاں ختم ہوئی ۔ آیت کا سلسلہ جاری ہے جس میں ارشاد ربانی ہے کہ :۔

وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت منھم مغفرۃ واجرا عظیما

(اللہ نے اپنے رسول کے صحابہ کرام سے) جو ایمان لائے اور نیکوکار رہے ان سے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کر رکھا ہے ۔

لا نعدل باصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم احدًا ۔

(الروضۃ الندیہ شرح العقیدۃ الواسطیہ لابن تیمیہ ص۴۰۵)

ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے ، افضل ہونا تو چھوڑیئے ۔

ہماری تاریخ کے سپے صفحات کو چاٹ جانے والے یاجوج ماجوج سے اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو اپنے حفظ وامان میں رکھے (آمین)